قاضی محمد رویس خان ایوبی

سقوط حد کے بعد زنا کے مجرم کو تعزیری سزا (۱)

شریعت اسلامیہ نے پانچ امور کے متعلق تحفظ کی ذمہ داری اسلامی ریاست کے حکام پر ڈالتے ہوئے اسے نظام مملکت میں قیام امن کی بنیاد قرار دیا ہے۔ یہ پانچ امور حسب ذیل ہیں:

(۱) انسانی جان کا تحفظ۔ اس کے لیے قانون قصاص نازل فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

کتب علیکم القصاص فی القتلی — تم پر مقتولوں کا قصاص فرض کیا گیا ہے (۱)

اور فرمایا:

ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب — اے اہل عقل، قصاص کے قانون میں تمہارے لیے زندگی ہے۔ (۲)

(۲) نسب و ناموس کا تحفظ۔ اس کے لیے زنا کی سزا رجم اور کوڑے مقرر فرمائی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

لا تقربوا الزنا انه کان فاحشة وساء سبیلا — زنا کے قریب بھی مت جاؤ۔ یہ بے حیائی اور بہت برا راستہ ہے (۳)

اور فرمایا:

والذان یاتیانها منکم فآذوهما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنهما — اور جو مرد و عورت بدکاری کرتے ہیں تو انہیں اذیت دو۔ پھر اگر وہ توبہ اور اصلاح کر لیں تو ان سے اعراض کرو۔ (۴)

نیز فرمایا:

واللاتی یاتین الفاحشة من نسائکم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم فان — اور تمہاری جو عورتیں بدکاری کرتی ہیں، ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو۔ اگر وہ گواہی دے دیں

شهدوا فامسكوهن فی البيوت حتى يتوفاهن الموت او يجعل الله لهن سبيلا

تو انہیں گھروں میں محصور کر دو یہاں تک کہ انہیں موت آ جائے یا اللہ ان کے لیے کوئی اور راستہ تجویز فرمائے۔(۵)

حدیث شریف میں ارشاد ہے:

ان رسول الله ﷺ قال : قد جعل الله لهن سبيلا ۔ البكر بالبكر جلد مائة ونفي سنة والثيب بالثيب جلد مائة والرجم

اللہ نے ان کے لیے راستہ بیان فرما دیا ہے۔ کنوارا مرد کنواری عورت سے زنا کرے تو ان کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے۔ شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو ان کی سزا سو کوڑے اور سنگ سار کرنا ہے۔(٦)

اور ناجائز الزام لگانے والوں کے لیے قذف کا قانون بنایا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذين يرمون المحصنت ثم لم ياتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا

اور جو پاک دامن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں اور اس پر چار گواہ پیش نہیں کرتے تو انہیں ۸۰ کوڑے لگاؤ اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔(۷)

(۳) عقل کا تحفظ۔ اس کے لیے ہر نشہ آور شے کو حرام قرار دے کر شراب نوشی پر حد مقرر فرمائی اور دیگر نشہ آور اشیا کے لیے تعزیر۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون

شراب، جوا، استھان اور پانسے کے تیر بالکل ناپاک اور شیطانی اعمال ہیں۔ ان سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔(۸)

نیز ارشاد فرمایا:

لا تقربوا الصلوة وانتم سكارى

نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت آؤ(۹)

نیز فرمایا:

يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير

لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے۔(۱۰)

(۴) دین کا تحفظ۔اس کے قانون ارتداد وضع فرما کر ارتداد کا راستہ بند کر دیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه	اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے گا تو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔(۱۱)

نیز فرمایا:

ومن یرتدد منکم عن دینه فیمت وھو کافر فاولئك حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرة	اور تم میں سے جو اپنے دین سے پھرا اور پھر کفر کی حالت میں ہر مر گیا تو ایسے ہی لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت ہیں۔(۱۲)

(۵) مال کا تحفظ۔اس کے لیے سرقہ اور ڈاکہ زنی کی سزا متعین فرمائی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

السارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما	چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹ دو۔(۱۳)

اسلام نے معاشرے کو جرائم سے پاک رکھنے کے لیے جہاں حدود وقصاص کے سخت قوانین دنیا کے سامنے پیش کیے' وہاں اسلامی ریاست کے حکام کو معاشرے میں امن عامہ کے قیام کے لیے تعزیری سزاؤں کے وسیع تر اختیارات بھی مرحمت فرمائے تاکہ مسلمان حکمران اسلامی ریاست کی مقامی ضرورت کے مطابق خود سزاؤں کا تعین کر سکیں۔اسلام میں حدود وقصاص میں جہاں سنگین سزا کا قانون مقرر کیا گیا ہے' وہیں ان جرائم کے ثبوت میں بھی شدید ترین اور کڑی شرائط معیار شہادت اور اثبات کے لیے مقرر کی گئی ہیں تاکہ حدود کے ثبوت میں کسی قسم کے تساہل سے کوئی بے گناہ عقوبت کا شکار نہ ہو جائے اور دنیا کو یہ باور کرا دیا جائے کہ اسلام صرف سنگسار کرنے یا ہاتھ کاٹنے اور کوڑے مارنے کا نام نہیں بلکہ اس کا نظام عدل انتہائی مضبوط اور پائیدار بنیادوں پر استوار ہے اور یہ کہ حد جاری کرنے کے لیے ثبوت جرم کی ایسی قطعی اور یقینی شہادت درکار ہے جو نصف النہار کی طرح واضح ہو اور جس میں شک وشبہ کا ادنیٰ ترین شائبہ بھی نہ ہو۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بدکاری کے جرم کو ثابت کرنے کے لیے شہادت کا جو معیار اور اسلوب ادا بیان کیا گیا ہے' وہ نہایت قوی اور مضبوط ترین ہے۔گویا اسلام نے جہاں سزا سنگین ترین مقرر فرمائی' وہیں اثبات بھی ایسا طلب فرمایا جس پر دور حاضر میں جلسے کا اطلاق ہوتا ہے۔ملاحظہ فرمائیے کہ اسلام نے شہادت زنا میں چار گواہ اثبات جرم کے لیے مقرر فرمائے ہیں اور ان سے ادائیگی شہادت کا اسلوب بیان یوں طلب کیا کہ وہ اس طرح شہادت دیں کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے زانی اور زانیہ کو برہنہ حالت میں یوں دیکھا ہو جیسے رسی اور ڈول کنویں میں' یا جیسے قلم اور دوات' یا سرمہ دانی اور سلائی۔اب صاف ظاہر ہے کہ جو شخص اتنے ہجوم کے سامنے بارات بنا کر بدکاری کا ارتکاب کرے گا' اس کو سزا بھی اتنی ہی سنگین دی جائے گی۔دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ تین یا تین سے زائد افراد پر ہوتا

ہے اور چار افراد تو جلسہ کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ بے حیائی کی اس حد تک پہنچ جانے والا شخص حیوانوں سے بھی بدتر ہے اور اسے انسانی معاشرے میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ لیکن اگر اس طرح کی شہادت دست یاب نہ ہو' نہ تعداد کے لحاظ سے اور نہ ادا کے لحاظ سے' یا تعداد کے لحاظ سے تو ہو لیکن ادا کے لحاظ سے نہ ہو یا اقرار صالح للقبول نہ ہو تو ملزم کو حد کی سزا نہیں دی جا سکتی۔ اسی طرح اگر شہادت تو نصاب کے مطابق ہو مگر کوئی ایسا شبہ وارد ہو جس کی وجہ سے حد ساقط ہو جائے' مثلاً شبہ فی الفعل' شبہ فی المحل یا شبہ فی العقد' جن کی تفصیل آگے آ رہی ہے' تب بھی حد ساقط ہو جائے گی۔ نیز شبہ فی الاثبات میں بھی اسقاط حد کا حکم ہے۔

شبہ کی بنیاد پر مجرم کو شبہ کی نوعیت کے اعتبار سے رعایت ملے گی۔ اگر شبہ قوی ہے جس کی وجہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے تو ملزم کو بری کر دیا جائے گا۔ اور اگر شبہ کمزور ہے تو ملزم کو مجرم قرار دیا جائے گا' البتہ حد ساقط ہو جائے گی اور اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔

تعزیری سزا کی مقدار

تعزیری سزا کتنی ہو؟ اس سلسلے میں جرم کی نوعیت' مجرم کی ذاتی زندگی' اس کی شہرت عامہ' معاشرے میں اس کا دینی اور ثقافتی مقام' اس کا سابقہ ریکارڈ' یہ تمام امور عدالت کو مد نظر رکھ کر کم از کم اور زیادہ سے زیادہ سزا پر عملدر آمد کرنا ہوگا۔ زندگی میں صرف ایک دفعہ ارتکاب جرم کرنے والے شخص کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا جائے گا جس کا مستحق ایک عادی مجرم ہے۔

تمام فقہا نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ بعض مجرم ایسے ہوتے ہیں ان کی طرف قاضی کا گھور کر دیکھنا' زجر و توبیخ اور صرف کمرہ عدالت میں ان کی حاضری بھی ان کے لیے سزا سے کم نہیں ہوتی اور بعض مجرم ایسے ہوتے ہیں کہ جب تک انہیں جسمانی سزا نہ دی جائے' وہ باز نہیں آتے۔ بعض جسمانی سزا کے ساتھ قید کی سزا کے مستحق ہوتے ہیں اور بعض جرائم ایسے ہیں کہ ان میں حد نہ ہوتے ہوئے بھی مجرم کو تعزیراً قتل کر دینا جائز ہے۔ (۱۴)

سزاؤں کی سختی اور نرمی کا یہ اسلوب اس لیے اختیار کیا گیا تا کہ معاشرے میں امن اور سکون کی فراہمی ہو اور کوئی اوباش' طماع کسی کی عزت' جان اور مال سے نہ کھیل سکے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء اسلام نے تعزیری جرائم کی کوئی تحدید نہیں فرمائی حتی کہ اگر کوئی شخص کسی کو ہاتھ کے اشارے سے تضحیک اور تذلیل کا نشانہ بناتا ہے تو اس کا یہ عمل موجب تعزیر ہے۔

ایسے تمام افراد جو معاشرتی امن کو کسی بھی طرح خراب کرنے کی سعی مذموم کرتے ہیں' وہ درجہ بدرجہ مفسدین فی

الارض میں شمار کیے جائیں گے چنانچہ فقہاء اسلام نے جرم کی نوعیت اور حجم کے مطابق حکومت وقت کو اختیار مطلق سے نوازا ہے کہ جس سزا سے جرم کا قلع قمع کیا جا سکے حاکم وقت وہ سزا دے سکتا ہے حتیٰ کہ اگر مجرم غیر مستوجب حد جرم میں معمولی سزا سے باز نہ آتا ہو تو اسے قتل تک کی سزا دی جا سکتی ہے مثلاً جادوگر اور عادی ذخیرہ اندوز منشیات فروش وغیرہ۔

اب میں اصل بحث کی طرف آتا ہوں۔ تصفیہ طلب امر یہ ہے کہ کیا تہمت زنا میں ماخوذ شخص کے خلاف اگر شرعی نصاب شہادت پورا نہ ہو یا کسی اور وجہ سے زنا غیر مستوجب حد قرار پائے یا ایسے شبہات وارد ہوں جن کی وجہ سے حد شرعی جاری نہ ہو سکتی ہو تو کیا ایسے مجرم کو بری کر دیا جائے یا اسے تعزیری سزا دی جا سکتی ہے؟

اس ضمن میں ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اگر سقوط حد کا سبب شرعی نصاب اور معیار شہادت کی عدم دست یابی ہے اور شبہ فی الاثبات کی وجہ سے حد ساقط ہوگئی ہے تو کیا ایسے قرائن موجود ہیں جو نوعیت جرم اور اس کے حجم کے لیے کافی ہیں؟ یاد رکھئے کہ شریعت مطہرہ نے تعزیری سزا کے نفاذ کے لیے قرائن قویہ اور عام نصاب شہادت کو بھی کافی قرار دیا ہے یعنی تعزیری سزا کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت بھی کافی ہے۔ نیز قوی قرائن بھی تعزیری سزا کے ثبوت کے لیے کافی ہیں۔

''قرینہ'' علامات' نشانات اور مقدمہ کے مجموعی احوال کو کہا جاتا ہے اور قرینہ سے استدلال کا ذکر قرآن حکیم کی حسب ذیل آیات میں موجود ہے۔

<u>پہلی دلیل</u>: سورۂ یوسف میں ارشاد ہے:

وجاء وا علی قمیصه بدم کذب قال بل سولت لکم انفسکم امرا	اور وہ (یوسف کی) قمیص کو جعلی خون سے تر کر کے لے آئے۔ یعقوب نے فرمایا: یہ سب تمہاری اپنی کارستانی ہے۔ (۱۵)

یہاں قمیص پر لگے ہوئے خون کو جعلی قرار دیا گیا اور فرمایا کہ یہ جھوٹا خون تھا۔ مفسرین نے احادیث نبویہ ﷺ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب دیکھا کہ قمیص سالم ہے' پھٹی ہوئی نہیں ہے مگر ہے خون آلود' تو انہوں نے بیٹوں سے کہا کہ وہ عجیب بھیڑیا تھا جس نے یوسف کو قمیص سے نکال کر کھا لیا اور قمیص پھٹی تک نہیں۔ گویا قمیص کا سالم ہونا اس امر کا قوی قرینہ تھا کہ برادران یوسف غلط بیان سے کام لے رہے ہیں۔ (۱۶)

<u>دوسری دلیل</u>: اسی قصے میں آگے ارشاد ہے:

ان کان قمیصه قد من قبل فصدقت	اگر یوسف کی قمیص اگلی طرف سے پھٹی ہے تو

وهو من الكاذبين ۔ وان كان قميصه قد من دبر فكذبت وهو من الصدقين ۔ فلما رآ قميصه قد من دبر قال انه من كيدكن ان كيدكن عظيم

عورت سچی ہے اور یوسف غلط کہہ رہے ہیں۔ اور اگر قمیص پچھلی طرف سے پھٹی ہے تو یوسف سچے ہیں اور عورت جھوٹی ہے۔ جب دیکھا کہ قمیص پچھلی طرف سے پھٹی ہے تو اس نے کہا یہ تمہاری چال ہے اور خواتین کی چالیں بڑی زبردست ہوتی ہیں۔ (۱۷)

عزیز نے قمیص کے پیچھے کی جانب سے پھٹنے سے زلیخا کے جھوٹے اور یوسف علیہ السلام کے سچے ہونے پر استدلال کیا۔ یہ قرینہ تھا کہ یوسف آگے بھاگ رہے تھے اور زلیخا پیچھا کر رہی تھی اور اس نے جب پیچھے سے ہاتھ ڈالا تو قمیص پھٹ گئی اور یوسف نکل گئے۔ (۱۸)

تیسری دلیل: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كانت امراتان معهما ابناهما فجاء الذئب وذهب بابن احدهما فقالت صاحبتها انما ذهب بابنك وقالت الاخرى انما ذهب بابنك فتحاكمتا الى دائود فقضى به للكبرى فخرجتا على سليمان بن داود فاخبرتاه فقال ائتونى بالسكين اشقه بينكما فقالت الصغرى لا تفعل يرحمك الله هو ابنها فقضى للصغرى

”دو عورتیں اپنے دو بچوں سمیت کہیں تھیں کہ بھیڑیا آیا اور ایک بچے کو اٹھا کر لے گیا۔ ایک خاتون نے دوسری سے کہا کہ بھیڑیا تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے۔ دوسری نے کہا نہیں بلکہ تیرے بیٹے کو لے گیا ہے۔ دونوں اپنا تنازع حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے بڑی کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ پھر دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گئیں۔ انہوں نے کہا چھری لاؤ، اس بچے کو آدھا آدھا دونوں میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ چھوٹی عورت نے کہا، ایسا مت کیجئے۔ یہ اس عورت کا ہے اسے دے دیجئے۔ حضرت سلیمان نے بچہ چھوٹی کے حوالے کر دیا۔ (۱۹)

قرینہ یہ تھا کہ جو بچے کی اصل ماں تھی، اس نے بچے کے ٹکڑے کرنے سے منع کر دیا اور بچے کو زندہ رکھنے کے لیے اس سے دستبردار ہو گئی جبکہ بڑی کو ترس نہ آیا کیونکہ اس کا بچہ نہیں تھا۔ اس قرینے سے حضرت سلیمان علیہ

السلام نے سمجھا کہ بچے کی اصل ماں چھوٹی خاتون ہی ہے کیونکہ اسے بچے کی زندگی پیاری ہے۔

(جاری)

حوالہ جات

(۱) البقرہ' ۱۷۸
(۲) ایضا' ۱۷۹
(۳) بنی اسرائیل' ۳۲
(۴) النساء' ۱۶
(۵) ایضا' ۱۵
(۶) رواہ مسلم وابوداؤد والترمذی
(۷) النور' ۴
(۸) المائدہ' ۹۰
(۹) النساء' ۴۳
(۱۰) البقرہ' ۲۱۹
(۱۱) آل عمران' ۸۵
(۱۲) البقرہ' ۲۱۷
(۱۳) المائدہ' ۳۸۔ نیز ملاحظہ فرمائیے: مفاتیح الغیب للرازی' الجامع لاحکام القرآن للقرطبی' تفسیر ابن کثیر' احکام القرآن لابن العربی' روح المعانی للآلوسی
(۱۴) الاحکام السلطانیہ للماوردی' الطرق الحکمیہ لابن قیم الجوزیہ' رد المحتار' بحر الرائق شرح کنز الدقائق' فتح القدیر شرح الہدایہ' البنایہ۔ زیر عنوان ابواب التعزیر
(۱۵) سورہ یوسف' ۱۸
(۱۶) دیکھیے تفسیر روح المعانی ج ۶ ص ۳۰۱۔ تفسیر ماجدی' ص ۴۸۶۔ تفسیر عثمانی ص ۳۱۵۔ تفسیر نعیمی ص ۲۷۹
(۱۷) یوسف' ۲۶۔ ۲۸
(۱۸) تفسیر روح المعانی' ج ۶' ص ۲۳۷۔ تفسیر عثمانی وتفسیر نعیمی وتفسیر ماجدی
(۱۹) رواہ البخاری ومسلم